سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2018

منگل،6-مارچ2018

(یوم الثلاثہ،17-جمادی الثانی1439ھ)

سولہویں اسمبلی: چونتیسواں اجلاس

جلد 34: شمارہ 22

1243

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 6۔مارچ 2018

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات قانون و پارلیمانی امور اور داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

(مورخہ 27۔فروری 2018 کے ایجنڈے سے متعلق زیر التواء قراردادیں)

1۔ محترمہ حنا پرویز بٹ: اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی کے بحران کو حل کرنے کے لئے فی الفور بڑے سٹوریج قائم کئے جائیں۔

2۔ محترمہ فاطمہ فریحہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب ایمرجنسی سروس میں خواتین ریسکیو اہلکاروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔

3۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس ایوان کی رائے ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، فاطمہ جناح میڈیکل کالج، نشتر میڈیکل کالج، راولپنڈی میڈیکل کالج، فیصل آباد میڈیکل کالج کی طرح قائداعظم میڈیکل کالج کو بھی میڈیکل یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔

4۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایل ڈی اے کی طرف سے ڈکلیئر کی گئی کچی آبادیوں کے رہائشیوں کو فوری مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

(موجودہ قراردادیں)

1۔ محترمہ حنا پرویز بٹ: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں ایجوکیشن سٹی کا قیام عمل

میں لایا جائے۔

2۔ محترمہ فاطمہ فریحہ اس ایوان کی رائے ہے کہ نشے کے عادی افراد کے لئے قائم تمام بحالی مراکز کی فی الفور رجسٹریشن کی جائے اور ان کی نگرانی کا جامع نظام وضع کیا جائے۔

1245

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چونتیسواں اجلاس

منگل،6۔مارچ2018

(یوم الثلاثہ،17۔جمادی الثانی1439ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر11منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اَلۡحَمۡدُ
لِلّٰهِ الَّذِیۡ وَهَبَ لِیۡ عَلَی الۡکِبَرِ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ
الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا
وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ
یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ﴿۴۱﴾

سورۃ إبراھیم آیات 39 تا 41

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ کو بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحاق بخشے۔بے شک میرا پروردگار دعا سننے والا ہے (39)اے پروردگار مجھ کو (ایسی توفیق عنایت) کر کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش)اے پروردگار میری دعا قبول فرما(40) اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو مغفرت کیجئیو(41)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ دنیا ایک سمندر ہے مگر ساحل مدینہ ہے
ہر ایک موج بلا کی راہ میں حائل مدینہ ہے
زمانہ دھوپ ہے اور چھاؤں ہے بس ایک بستی میں
یہ دنیا جل کر بُجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے
مدینے کے مسافر تجھ پہ میرے جان و دل قرباں
تیری آنکھیں بتاتی ہیں تیری منزل مدینہ ہے
شرف مجھ کو بھی حاصل ہے محمدؐ کی غلامی کا
وہ میرے دل میں رہتے ہیں میرا بھی دل مدینہ ہے

سوالات

(محکمہ جات قانون و پارلیمانی امور اور داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات قانون و پارلیمانی امور، داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ محکمہ داخلہ سے متعلق جتنے سوالات ہیں ان کو pending کیا جاتا ہے کیونکہ پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ چودھری سرفراز افضل کی خالہ کی وفات ہوگئی ہے۔ انہوں نے اطلاع کی ہے کہ میں آج ایوان میں نہیں آسکتا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! باقی چار سوالات رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بات کر رہا ہوں۔ وہ آج نہیں آسکے۔ محکمہ قانون سے متعلق پہلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔ جی، محترمہ! سوال نمبر بولیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب جواب دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو بلا لیا جاتا۔

جناب سپیکر: یہ بات اچانک ہوئی ہے مجھے پہلے معلوم نہیں تھا ورنہ جو آپ بات کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8325 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں محکمہ قانون کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

*8325: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں ضلعی سطح کے محکمہ قانون کے کتنے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں ان دفاتر کے سال 2015-16 اور 2016-17 کے بجٹ اور اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان دفاتر میں کیا کیا فرائض سر انجام دیئے جاتے ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں کتنے ملازم عہدہ و گریڈوار کام کر رہے ہیں؟

(د) ان دفاتر کی سال2015-16 کی کارکردگی کی رپورٹ فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور (جناب نذر حسین):

(الف) لاہور میں ضلعی سطح کے محکمہ قانون کے دو دفاتر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی آفس، ایوان عدل لاہور

2۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی آفس، پنجاب سروس ٹربیونل لاہور

مذکورہ بالا دونوں دفاتر کے سال2015-16اور2016-17 کے بجٹ اوراخراجات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ اٹارنی آفس لاہور میں تعینات لاء آفیسرز حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات کے حوالہ سے دیوانی مقدمات جن میں ڈسٹرکٹ کورٹس لاہور کو اختیار سماعت حاصل ہے، کا دفاع / پیروی کرتے ہیں جبکہ ڈسٹرکٹ اٹارنی آفس، سروس ٹربیونل لاہور میں تعینات لاء آفیسرز، سرکاری ملازمین کی طرف سے دائر کردہ سروس اپیل و دیگر مقدمات کا حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات کی طرف سے دفاع / پیروی کرتے ہیں۔

(ج) متذکرہ بالا دفاتر میں کام کرنے والے ملازمین کی فہرست تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ اٹارنی آفس لاہور کی کارکردگی رپورٹ برائے سال2015-16 کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ اٹارنی آفس، پنجاب سروس ٹربیونل لاہور کی کارکردگی رپورٹ برائے سال 2015-16 کی تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید تفصیل بشمول زیر التواء مقدمات تتمہ (ہ،ن) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ ریکارڈ کے مطابق ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کا 17-2016 کا کل بجٹ 33 کروڑ 85 لاکھ 23 ہزار تھا جس میں سے 33 کروڑ 20 لاکھ 55 ہزار145روپے صرف کیا گیا۔ یہاں مجھے جو detail دی گئی ہے اس میںexpenditure on 2017-06-03 میں کہا ہے کہ 18 کروڑ94لاکھ63ہزار 988روپے الاؤنس کی مد میں دیئے گئے ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ یہ ریگولر الاؤنس کیا ہے اور اس کو کس مد میں خرچ کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ اصل میں لاہور میں ہمارے دو آفس ہیں۔ ایک آفس ڈسٹرکٹ اٹارنی کا ہے جو ایوان عدل میں ہے وہ مقدمات کی پیروی کرتے ہیں اس میں ڈسٹرکٹ اٹارنی، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی اور ان کا تمام عملہ ہے۔ دوسرا آفس پنجاب سروس ٹربیونل میں کام کرتا ہے۔ اس میں ڈسٹرکٹ اٹارنی اور ان کا عملہ ہے۔ ان کی 16-2015اور17-2016 کی تنخواہ اور دیگر اخراجات کے بارے میں معلومات کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو16-2015 میں تنخواہ کی مد میں ایک کروڑ 17 لاکھ 53 ہزار294 روپے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر اخراجات میں 2 کروڑ 3لاکھ71 ہزار832 روپے ہیں۔ یہ کل ملا کر 4 کروڑ14 لاکھ29 ہزار90روپے بنتے ہیں اور اسی طرح17-2016 میں سٹاف کی تنخواہ کی مد میں49لاکھ99ہزار 341روپے اور دیگر اخراجات میں 73 لاکھ 54 ہزار794 روپے ہیں۔ یہ کل ملا کر ایک کروڑ 63 لاکھ88 ہزار401روپے خرچ کئے گئے جن کی مکمل تفصیل دے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ مکمل تفصیل دے دی گئی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں تفصیل ہی پڑھ رہی ہوں اور تفصیل پڑھ کر میں نے ضمنی سوال کیا ہے۔ انہوں نے مجھے تنخواہ کی detail بتائی ہے وہ تو میرے پاس موجود ہے۔ میں نے تو ریگولر الاؤنس کی بات پوچھی ہے کہ اس کا طریق کار کیا ہے کیونکہ یہ تنخواہ سے ہٹ کر ہوتا ہے؟ ہمارے پاس اس وقت جوdetail آرہی ہے وہ ٹوٹل بجٹ کا55 فیصد ریگولر الاؤنس کی شکل میں دیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ ریگولر الاؤنس کا طریق کار پوچھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس الاؤنس کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ انہوں نے 16-2015اور 17-2016 کے بجٹ کی تفصیل پوچھی تھی۔ باقی جو دیگر مد میں اخراجات ہوتے ہیں اس کی فہرست تو بہت طویل ہے اگر کہتے ہیں تو وہ بھی منگوالیں گے لیکن جو سوال تھا اس کے مطابق ہم نے ٹوٹل اخراجات کی تفصیل دے دی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!یہ جو ریگولر الاؤنس ہے یہ تنخواہ سے ہٹ کر ہوتا ہے۔ جب ان کو salary دی جاتی ہے تو salary لینے کے بعد ایک طویل عرصے تک cases pending رکھے جاتے ہیں اور ان کو حل نہیں کیا جاتا ہے۔ محکموں کے مسائل ویسے کے ویسے ہی ہیں پھر ان کو ریگولر الاؤنس کیوں دیا جاتا ہے آخر یہ ملازمین کیا extraordinary کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!جو اس وقت مروجہ قانون، رولز ہیں اس کے مطابق یہ کیا جارہا ہے۔ اگر کسی قسم کی Rules & Regulations میں تبدیلی ہو تو پھر اس کے مطابق کیا جائے گا۔ میں جناب کی وساطت سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ جتنے بھی اخراجات ہوتے ہیں یا جتنے بھی ان کے الاؤنسز ہیں وہ Rules & Regulations کے مطابق ہی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!میں Rules ہی جاننا چاہ رہی ہوں مجھے Rules کا پتا نہیں ہے۔ میں چاہ رہی ہوں کہ پورے ایوان کو یہ بتایا جائے کہ وہ کون سے Rules ہیں کہ ان کی inefficiency پر اتنی نوازش کی جارہی ہے کہ کل بجٹ کا 55 فیصد آپ ان کو ریگولر الاؤنس کی صورت میں دے رہے ہیں، ان کو یہ شاباش دے رہے ہیں کہ وہ لوگوں کے مسائل حل نہ کریں اور ان کو delay کرتے رہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ پوچھ رہی ہیں کہ ریگولر الاؤنس کا معیار کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس میں کسی پر نوازش نہیں ہے بلکہ جو بھی ان کے گریڈ کے مطابق تنخواہ اور الاؤنسز ہیں وہ دیئے جاتے ہیں اس میں رولز سے ہٹ کر کسی بھی لحاظ سے کوئی violation نہیں کی گئی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! محکمہ خود جواب دے رہا ہے کہ تنخواہ سے ہٹ کر ان پر ہم یہ والا خرچہ کر رہے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کے اوپر فالتو خرچہ کوئی نہیں ہو رہا ہے تو فالتو خرچہ تو خود ہی ہو گیا ہے۔ ان پر 55 فیصد ٹوٹل بجٹ کا خرچ ہو رہا ہے۔ وہ ایسا کیا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں جس کے لئے ان کو شاباش کے طور پر تنخواہ کے علاوہ بجٹ کا 55 فیصد انعام میں مل رہا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ آپ سے definition چاہتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ definition بتا دیں، کوئی SOP بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ان کے دو سوال ہیں۔ جو یہ تفصیل پوچھ رہی ہیں یہ اس سے اگلے والے سوال سے متعلق ہے۔ اس سوال نمبر 8325 میں انہوں نے ڈسٹرکٹ اٹارنی ایوان عدل اور ڈسٹرکٹ اٹارنی پنجاب سروس ٹربیونل کا پوچھا تھا وہ تفصیل دے دی ہے۔ اس سے آگے سوال آ رہا ہے یہ تفصیل اس میں پوچھ لیں انشاء اللہ تعالیٰ میں جواب میں عرض کر دوں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اگر SOP نہیں بتانا تو یہی بتا دیں کہ کون سے ایسے افسران ہیں جن کو یہ دیا جانا ہے، ان کے نام ہی بتا دیں تاکہ مجھے پتا تو چلے کہ کون اتنے خوش قسمت ہیں؟

جناب سپیکر: نام بتانے کے لئے پھر آپ کو علیحدہ سوال کرنا پڑے گا بہر حال وہ آپ کو پالیسی بتا دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ہمارا جو ڈسٹرکٹ اٹارنی آفس ایوان عدل میں ہے اس میں ڈسٹرکٹ اٹارنی ہے، ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی ہے، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی ہے، سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر سٹاف ہے جس میں سٹینو ہے، سپیشل کلرک ہے اور دیگر کلاس 4 کے ملازمین ہیں جو تقریباً پندرہ کی تعداد میں ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ اٹارنی آفس پنجاب سروس ٹربیونل میں ہمارے ڈسٹرکٹ اٹارنی سپرنٹنڈنٹ اور کلاس 4 کے ملازمین ہوتے ہیں جن کو Rules & Regulations کے مطابق الاؤنس یا تنخواہ وغیرہ دی جاتی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کے سامنے ہم آئے دن محکموں کے متعلق سوالات کرتے ہیں کہ محکموں کے کیسز عدالتوں میں سالہا سال سے pending چلے آرہے ہیں۔ خاص طور پر جو قبضہ گروپ ہیں جنہوں نے سرکاری زمینوں پر قبضے کئے ہوئے ہیں ایسے کیسز میرا خیال ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں کورٹس میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، گپ شپ کے لئے آپ کے پاس لابی موجود ہے اگر آپ نے گپ شپ لگانی ہے تو ادھر چلے جائیں مہربانی کریں یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہ سوال کر رہے ہیں اور آپ نے شور مچانا شروع کیا ہوا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہی تھی کہ جن افسران کے انہوں نے نام لئے ہیں یہ وہ افسران ہیں جن کی وجہ سے اس وقت ہمارے کئی ایسے بڑے بڑے محکموں کی سرکاری اراضی پر قبضہ گروپ قابض ہیں۔ ان افسران کی کارکردگی پر ہم یہاں debate کرتے رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سرکاری وکیل پیش ہوا، عدالت نے تاریخ دے دی اور سالہا سال سے تاریخیں پڑ رہی ہیں۔ ان کی کیوں نہیں efficiency چیک کی جاتی اور ان کو اتنا کیوں نوازا جا رہا ہے؟ میں نے نام پوچھے تھے نام بھی نہیں بتائے۔ افسران کی تفصیل تو میرے پاس ہے میں نے تو پوچھا ہے کہ وہ کون خوش نصیب افسران ہیں جو سرکاری تنخواہ بھی لے رہے ہیں، وظیفے بھی لے رہے ہیں اور ان کو کام نہ کرنے کی شاباش بھی مل رہی ہے؟

جناب سپیکر: جو اچھا کام کرے اس کو شاباش دینی چاہئے یا نہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کام بھی تو نظر آئے۔ یہ تو بتائیں کہ کس بندے کو کتنی تنخواہ دے رہے ہیں؟ یہ detail مجھے الگ سے بتائیں۔

جناب سپیکر: وہ بندہ تو آپ پوچھیں گے پھر وہ بتائیں گے کہ اس کو کتنی تنخواہ مل رہی ہے اور کتنا الاؤنس مل رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اصل میں بات یہ ہے کہ یہ جو ہمارے ڈسٹرکٹ اٹارنی ہیں ان کا جتنا بھی وہاں عملہ ہے ان کو رولز اور قانون کے مطابق تنخواہ دی جاتی ہے اور رولز سے ہٹ کر کسی کو بھی کوئی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ اسی طرح ایوان عدل کے ساتھ ہمارے جو سروس ٹربیونل میں ڈسٹرکٹ اٹارنی اور ان کا پورا عملہ ہے جو کہ حکومت کے مقدمات چاہے سروس ٹربیونل میں ہوں یا ڈسٹرکٹ کورٹس میں ہوں یہ پورا اسٹاف ان کی پیروی کرتا ہے اور ان کو رولز کے مطابق تنخواہ دی جاتی ہے لیکن کسی پر نوازش کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوالات ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی کون سے سوال پر؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی سوال پر۔

جناب سپیکر: جی، وہ کون سا سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو محترمہ فائزہ احمد ملک کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے سوال بتائیں ناں، وہ کون سا سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے سوال نمبر تو بول دیا ہے میں تو اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کر لیں، کیا کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں جو بات کرنے لگا ہوں وہ بہت اہم ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے بات بھی مکمل کرنے دی جائے اور میں محکمہ سے سوال بھی کروں گا۔ اس وقت جو ہمارا

جوڈیشل سسٹم ہے جس میں یہ ڈسٹرکٹ اٹارنی اور ججز ہیں ان پر بے پناہ اخراجات ہوتے ہیں۔ اب ایک سول جج جب induct ہوتا ہے تو پہلی تنخواہ لاکھ روپے کے قریب ملتی ہے، ججوں کو گاڑیاں بھی دی گئی ہیں، اب وکلاء کی تعداد بھی لاکھوں میں پہنچی ہوئی ہے لیکن صورتحال یہ ہے کہ غریب آدمی کو انصاف نہیں ملتا۔

جناب سپیکر! میں اپنا ایک ذاتی تجربہ بیان کرتا ہوں کہ میرے ایک دوست نے 1964 میں پراپرٹی کے dispute پر مقدمہ دائر کیا، 2004 میں 40 سال بعد وہ مقدمہ سپریم کورٹ میں تین سال pending رہا۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ تو بتائیں کہ اس سوال سے اس کی relevancy کیا بنتی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اسی سے relevant بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس پر ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! 1964 میں جب ایم پی اے تھا اور میں نے اسلام آباد جا کر مقدمہ لگوایا، سپریم کورٹ کے دو ججوں نے سماعت کی، انہوں نے پانچ منٹ کے اندر decision دیا کہ سول جج از سر نو اس کی سماعت کرے۔ یہ جو جوڈیشل سسٹم کے اندر اتنی طوالت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ اس پر تجویز دیں، وہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن یہ سوال نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ جی! یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ کیا یہ سارے جوڈیشل سسٹم کو renovate کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، آپ اس جوڈیشل سسٹم کو improve کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ہم توعدالتوں میں مقدمات کی پیروی کرتے ہیں لیکن فیصلہ کرنا توجج صاحبان کا اپنا کام ہے۔ ہم رولز کے مطابق عدالتوں میں مقدمات کی سرکاری سطح پر عوام کی طرف سے پیروی کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان مقدمات کے لئے ایک نظام یا سسٹم پنجاب اسمبلی بنا سکتی ہے اور اس کو time limit کریں تو یہ معاملہ بنے گا ورنہ غریب آدمی فوجداری اور سول مقدمات کو لڑتے لڑتے رل جاتا ہے اور نسلیں ختم ہو جاتی ہیں لیکن فیصلے نہیں ہوتے تو کیا اس نظام کو تبدیل کرنا اسمبلی کی ذمہ داری نہیں ہے؟ میں نے جو point raise کیا ہے اس تجویز پر۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ جی! آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نمبر 8988 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک! آپ کا دوسرا سوال جو ساتویں نمبر پر ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 9071 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے ملازمین اور بجٹ کی تفصیل

* **9071: محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر قانون وپارلیمانی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کا سال 17-2016 کا کل بجٹ کتنا ہے؟

(ب) اس کے آفس لاہور اور کتنے دیگر شہروں میں کہاں کہاں ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) کتنے مقدمہ جات کی پیروی یکم جولائی 2016 سے آج تک کس کس عدالت میں کی گئی ہے؟

(ہ) کیا کسی کیس کی پیروی کے لئے کسی وکیل کی خدمات حاصل کی گئی تھیں تو اس وکیل کا نام، پتا جات اور اس کو کتنی رقم دی گئی، تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(و) کیا ایڈووکیٹ جنرل کے دفتر نے پرائیویٹ وکلاء کی خدمات کے لئے کوئی پینل تشکیل دیا ہوا ہے تو اس پینل میں شامل وکلاء کے نام، پتاجات بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور (جناب نذر حسین):

(الف) ریکارڈ کے مطابق ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کا 17۔2016 کا کل بجٹ ۔/33,85,23,000 روپے تھا جس میں سے ۔/33,20,55,145 روپے صرف کیا گیا، تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایڈووکیٹ جنرل کے دفتر لاہور ہائی کورٹ لاہور، کے علاوہ بہاولپور بنچ، راولپنڈی بنچ، ملتان بنچ اور اسلام آباد میں ہیں۔

(ج) ایڈووکیٹ جنرل کے دفتر میں جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ایڈووکیٹ جنرل آفس ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں گورنمنٹ کے کیسز کی پیروی کرتا ہے۔2016 سے آج تک تقریباً 10 ہزار کیسز کی پیروی کی گئی ہے۔

(ہ) ایڈووکیٹ جنرل آفس میں مذکورہ عرصہ کے دوران کسی پرائیویٹ وکیل کی خدمات حاصل نہ کی گئیں۔

(و) ایڈووکیٹ جنرل آفس میں پرائیویٹ وکلاء کا کوئی پینل نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! (د) جز میں مجھے جواب دیا گیا ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل آفس ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں گورنمنٹ کے کیسز کی پیروی کرتا ہے۔2016 سے آج تک تقریباً 10 ہزار کیسز کی پیروی کی گئی ہے تو میں جاننا چاہوں گی کہ ان کیسز کی نوعیت کیا تھی؟ چند ایک کی بتا دیں، ظاہر ہے دس ہزار کی نہیں بتا سکتے اور ان کی ابھی تک پیروی پوزیشن کیا ہے؟ میں دہرا دوں کہ یہ کیس کس نوعیت کے تھے اور اب تک ان کی کیا پوزیشن ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اصل میں یہ کیسز جو ہیں جن میں مقدمات کی پیروی کی گئی وہ تقریباً دس ہزار کے قریب ہیں۔ ہمارے ایڈووکیٹ جنرل صاحب کا آفس لاہور ہائیکورٹ مین بنچ میں ہے اس کے علاوہ بہاولپور، راولپنڈی اور ملتان بنچ میں

آفس ہیں مزید اسلام آباد میں ایک آفس ہے جو کہ تمام صوبوں کے جتنی بھی بنچز ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہے اسلام آباد میں بھی پنجاب گورنمنٹ کے متعلقہ جتنے کیسز ہیں ان کی پیروی کرتے ہیں۔ تقریباًدس ہزار کیسز کی پیروی کی گئی تمام کی تفصیل فوری طور پر ممکن نہیں ہے لیکن ان کو میں یہ بتا سکتا ہوں کہ یہ جتنے ہمارے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل ہیں انہوں نے جتنے جتنے کیسز کی پیروی کی ہے وہ فہرست میرے پاس مکمل موجود ہے لیکن دس ہزار مقدمات کی پوری تفصیل کہ وہ کس نوعیت کے تھے اور ان کا کیا بنا، وہ pending ہیں یا فیصلہ ہو گیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سوال ان سے دوبارہ پوچھ لیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے دس ہزار مقدمات کی تفصیل تو مانگی نہیں، وہ دو مقدمات کی تفصیل دیتے نہیں تو دس ہزار مقدمات کی تفصیل کیسے دیں گے۔ میں نے سوال یہ کیا ہے کہ جن الاؤنسز کا میرے پچھلے سوال میں ذکر تھا، یہ الاؤنسز انہی لوگوں کو دیئے جاتے ہیں تو میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ کیسز کی نوعیت کیا ہے؟ یہ majority cases کا بتا دیں کہ کس نوعیت کے کیس تھے اور ان کے فیصلے ہو گئے ہیں یا ابھی تک وہ کیسز سالہا سال سے pending ہی چلے آ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کس نوعیت کے کیس ہیں، گورنمنٹ کے خلاف جو بھی کیسز ہیں وہ ان کی پیروی کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں عرض کر دوں کہ ہمارے جتنے بھی ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل ہیں ان تمام کی فہرست میرے پاس ہے۔ مثلاً ہمارے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل محمد عظیم ملک ہیں ان کی پیروی کرنے سے 95 کیس dispose of ہوئے، 17 کیس dismiss ہوئے اور اس طرح withdrawn cases پندرہ ہیں اس طرح ان کے total two allow ہوئے ہیں انہوں نے 164 مقدمات کی سپریم کورٹ میں پیروی کی۔ اسی طرح جناب امتیاز احمد خان ہیں ان کے 102 disposed of cases ہیں، 40 dismissed cases ہیں، اس طرح 19 withdrawn cases ہیں اور انہوں نے ٹوٹل 213 کیسوں کی پیروی کی۔ اسی طرح

ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل ملک وسیم ممتاز ہیں ان کے cases dispose of کی تعداد 196 ہے انہوں نے ٹوٹل 332 مقدمات کی پیروی کی۔ اس طرح ہمارے جتنے بھی ایڈیشنل جنرل ہیں۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! انہوں نے جتنے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل کے نام لئے ہیں تو مجھے صرف یہ بتادیں کہ انہوں نے کتنے برس لگا کر یہ کیسز نمٹائے ہیں؟ یعنی تین سال، چار سال یا پانچ سال؟

جناب سپیکر: جی، نہیں، یہ سوال نہیں بنتا۔ آپ کی مہربانی، آپ کوئی اور سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ جی، اگلا سوال کن کا ہے؟

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

محکمہ قانون و پارلیمانی امور کے بجٹ اور ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*8988: **جناب احسن ریاض فتیانہ:** کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ قانون و پارلیمانی امور کا سال 16-2015 اور 17-2016 کا کل بجٹ مدوار بتائیں؟

(ب) اس محکمہ کے قیام کے مقاصد کیا ہیں نیز اس کے صوبہ میں ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈوار بتائیں؟

(ج) اس کے صوبائی دفتر سول سیکرٹریٹ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان میں سے کتنے مستقل، کتنے عارضی اور کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(د) کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ یا تنخواہ کا package بتائیں؟

(ہ) کیا کنٹریکٹ پر جو ملازم کام کر رہے ہیں ان کی بھرتی کے لئے کبھی اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا اگر ہاں تو اس کی تفصیل بتائیں؟

(و) کیا ان کنٹریکٹ ملازمین کی تعیناتی قاعدہ / قانون کے مطابق ہے؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان):

(الف) محکمہ قانون وپارلیمانی امور کا سال16۔2015 اور17۔2016 کا کل بجٹ مدوار تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) محکمہ قانون وپارلیمانی امور کے قیام کے درج ذیل مقاصد ہیں:

(الف) صوبہ میں قانون سازی اور پارلیمانی امور کی انجام دہی۔

(ب) حکومت کے انتظامی محکمہ جات کو قانونی مشاورت کی فراہمی اور مراسلہ جات کی درستی۔

محکمہ قانون وپارلیمانی امور پنجاب سول سیکرٹریٹ آفس لاہور اور مذکورہ آفس کے زیر انتظام سولیسٹر آفس پنجاب، ایڈووکیٹ جنرل آفس پنجاب اور ایڈمنسٹریٹر جنرل اینڈ آفیشیل ٹرسٹیز آفس پنجاب کے ملازمین کی تعداد بلحاظ عہدہ و گریڈ بالترتیب تتمہ (ب، ج، د، ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ ملازمین کی تفصیل تتمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ تفصیل تتمہ (ص) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) محکمہ قانون وپارلیمانی امور پنجاب سول سیکرٹریٹ آفس لاہور میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کی بھرتی وزیر اعلیٰ کی تشکیل کردہ سلیکشن کمیٹی اور پنجاب سروس کمیشن کے ذریعے باقاعدہ اخبار اشتہار کے بعد کی جاتی ہے۔

(و) ملازمین قواعد وضوابط کے مطابق بھرتی کئے گئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جی، پہلے مجھے extension لینے دیں۔ جی، سید حسین جہانیاں گردیزی تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال 2013، 16-2015 اور 18-2017 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

" تحریک استحقاق نمبر 12 بابت سال 2013، 5، 18، 20 بابت سال 2015، 20، 35 بابت سال 2016، 2، 3، 6، 9، 11، 13، 15، 16 بابت سال 2017، 2 بابت سال 2018 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 29۔مارچ سے دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

" تحریک استحقاق نمبر 12 بابت سال 2013، 5، 18، 20 بابت سال 2015، 20، 35 بابت سال 2016، 2، 3، 6، 9، 11، 13، 15، 16 بابت سال 2017، 2 بابت سال 2018 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 29۔مارچ سے دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

" تحریک استحقاق نمبر 12 بابت سال 2013، 5، 18، 20 بابت سال 2015، 20، 35 بابت سال 2016، 2، 3، 6، 9، 11، 13، 15، 16 بابت سال 2017، 2 بابت سال 2018 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 29۔مارچ سے دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میں رخصت کی درخواستیں پڑھوالوں۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب محمد شاویز خان

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی جناب محمد شاویز خان، ایم پی اے، پی پی۔17 مورخہ 29۔ جنوری تا19۔ فروری 2018 کے لئے رخصت کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ مدیحہ رانا

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ مدیحہ رانا، ایم پی اے، ڈبلیو346 کی جانب سے مورخہ 20۔ فروری 2018 کے لئے رخصت کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سردار بہادر خان میکن

سیکرٹری اسمبلی: سردار بہادر خان میکن، ایم پی اے، پی پی۔38 کی جانب سے مورخہ 9۔ فروری 2018 کے لئے رخصت کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نسیم لودھی

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ نسیم لودھی، ایم پی اے، ڈبلیو۔314 کی جانب سے مورخہ 5 اور 6۔ فروری 2018 کے لئے رخصت کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد اکرام

سیکرٹری اسمبلی: چودھری محمد اکرام، ایم پی اے، پی پی۔122 کی جانب سے مورخہ 26۔ فروری 2018 کے لئے رخصت کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد اقبال ہرنہ

سیکرٹری اسمبلی: رانا محمد اقبال ہرنہ، ایم پی اے، پی پی۔121 کی جانب سے مورخہ 26۔ فروری 2018 کے لئے رخصت کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ذوالفقار غوری

سیکرٹری اسمبلی: جناب ذوالفقار غوری، ایم پی اے، این ایم۔370 کی جانب سے مورخہ 26۔فروری 2018 کے لئے رخصت کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ ثوبیہ انور ستی

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ثوبیہ انور ستی، ایم پی اے، ڈبلیو۔325 کی جانب سے مورخہ 29 تا 31۔جنوری 2018 کے لئے رخصت کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی: شکریہ۔

پوائنٹ آف آرڈر

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

M.CAT اور E.CAT کے معاملے پر تشکیل دی گئی خصوصی کمیٹی نمبر 9 کی رپورٹ کو adopt کرنے کا مطالبہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ گزارش ہے کہ آپ نے ایک سپیشل کمیٹی نمبر9 بنائی۔ اس سپیشل کمیٹی نمبر9 کے اندر ایک M.CAT matter اور E.CAT کے بارے میں تھا۔ چیئر نے مہربانی کرتے ہوئے کمیٹی بنا دی جس میں ٹریژری بنچ کے دوست بھی شامل تھے، اپوزیشن کی طرف سے بھی نمائندگی تھی، جماعت اسلامی، پیپلز پارٹی، پی ٹی آئی کی بھی نمائندگی تھی، تمام دوست شامل تھے۔ اس کمیٹی کے اندر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، اس کے اندر کون ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کمیٹی کے اندر سیر حاصل سر۔۔۔ سیر حاصل۔

جناب سپیکر: سیر حاصل کیا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شیر حاصل نہیں۔ سیر حاصل۔ (قہقہے)

یعنی کہ detail میں گفتگو ہوئی۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! شیر، شیر، شیر

جناب سپیکر: شیر نہیں کہا، انہوں نے سیر حاصل کہا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بات کر لینے دیں، serious issue ہے، پھر اس کے بعد اس کا جواب بھی میں دے دیتا ہوں۔ یہ تھوڑی سی serious گفتگو ہے، اگر ان کے اوپر سے نہ گزرے تو سن لیں، اگر اوپر سے گزارنی ہے تو پھر نعرے لگاتے رہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہیں اس مقصد کے لئے اسمبلی میں نہیں لایا گیا تھا، جس مقصد کے لئے لایا گیا تھا وہ میں بیان کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! سپیشل کمیٹی نمبر9 بنائی گئی، اس کے اندر بچے اور بچیاں اور ان کے والدین کا فیسوں کے ذریعے جو استحصال ہو رہا تھا اس کو وہاں پر بیان کیا گیا۔ کمیٹی کے چیئرمین راجہ قمر الاسلام نے اس پر کافی میٹنگز conduct کیں، اس میں جو سٹیک ہولڈر پرائیویٹ سیکٹر کے تھے ان کو بھی بلایا گیا، گورنمنٹ سیکٹر کے بھی بلائے گئے، اس پر لمبی چوڑی گفتگو ہوتی رہی، پھر اس کی consensus کے ساتھ

تمام ممبرز نے ایک رپورٹ بنائی اور اس رپورٹ کو اسمبلی کے اندر lay کر دیا، پہلے interim report آئی، پھر final report آ گئی، اس کو ہم نے lay کر دیا، اب آپ نے اس کو adopt کرنا ہے، میری آپ سے request ہے کہ اگر جتنا عرصہ ہم نے کوئی legislation اس ایوان کے اندر کرنی ہو تو باہر جا کر ڈپٹی سیکرٹری کے ذریعے ہم مارشل لاء لگا دیتے ہیں کہ باہر کوئی نہیں جائے گا اور سارے اندر رہیں گے۔ کیا یہ جو issue ہے، جو ایک آدمی کا، ایک عام بچے کا issue ہے، غریب کے بچے کا issue ہے، جو ڈیرہ غازی خان میں رہتا ہے یا دور دراز کے علاقے میں رہتا ہے یا لاہور کے علاقے میں رہتا ہے، جو فیسیں نہیں دے سکتا تو کیا ہم سب کا حق نہیں بنتا کہ ہم ان کے ساتھ کھڑے ہوں؟

جناب سپیکر! اگر آپ نے کمال مہربانی کرتے ہوئے ایک کمیٹی بنا دی، آپ نے بہت زبردست کام کیا، پھر اس کمیٹی کی اہمیت تو یہی ہے کہ ہماری رپورٹ آئی ہے اسے adopt کیا جائے، اب ایوان کا ٹائم ویسے بھی ختم ہو رہا ہے اور دو تین مہینے چلے گا، سلسلہ ہو گا، کتنی دفعہ ہونا، نہیں ہونا، میری request ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر سیکرٹری اسمبلی کی طرف سے بتایا گیا کہ وزیر قانون موجود نہیں ہیں)

مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنا مدعا بیان کر لوں۔ مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس پر کل بات کر لیں گے، کوئی بات نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ صرف میری گزارش سن لیں، آج ویسے بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اس کے اوپر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دے دیا ہے، آپ کی مہربانی۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے جو recommendations ہیں ان recommendations کو adopt کیا جائے، جو Federal level کے اوپر آپ نے اس کو take up کرنا ہے، اس کو کیا جائے تاکہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے ایک عام بچے اور بچی کو، ان کے غریب والدین کو ذہنی سکون دیا جائے اس لحاظ سے کہ وہ لاکھوں روپیہ فیس نہیں بھر سکتے۔ M.CAT اور E.CAT کے بارے میں رپورٹ کے اندر ایسی ایسی خوفناک چیزیں آئی ہیں کہ وہاں پر وی سی جو تھے، وہ وی سی اپنی بات بیان کر رہے تھے اور وہاں پر جو کنٹرولر ڈاکٹر فاطمہ تھیں، صرف اس ڈاکٹر فاطمہ کے minutes کمیٹی نے ریکارڈ کئے ہوں گے، میری request ہے کہ وہ پڑھ لیں، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ جناب اربوں روپیہ، وہ کنٹرولر کہہ رہی تھی،

یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کی جو کنٹرولر تھی وہ یہ کہہ رہی تھی کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کس طرح سے پیپر بنا کر آؤٹ کیا جاتا ہے اور پیسے بنائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے request ہے، یہ میرا ذاتی issue نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سب کا issue ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جی، سب کا issue ہے۔ پلیز اس کو take up کریں۔

جناب سپیکر: آپ کل اس پر motion لائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کمیٹی میں ٹریژری بنچ کی طرف سے لوگ زیادہ تھے، ہم کم تھے لیکن آپس میں ہم سارے ایک page پر تھے، سب نے ایک دوسرے کی بات کو second کیا، consensus کے ساتھ مانا اور ایک بندے نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ میری request ہے کہ اس رپورٹ کو adopt کیا جائے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری لاء سے کہیں کہ مجھے مل کر جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں طاہر خلیل سندھو صاحب سے بھی کہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ اس کے بعد ذرا تھوڑا سا ٹائم نکالیں، مجھے مل کر جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جی۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چیئرمین صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں، ذرا ان کو بات کرنے دیں۔ ان کے متعلقہ بات ہے، پھر میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں بھی اسی بات پر اس ایوان کے چند قیمتی منٹ لوں گا۔ اس ایوان نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اس میں اپوزیشن اور حکومت کی تمام نمائندگی موجود تھی، اس کمیٹی نے اس issue کو thrash کیا، یہ issue پنجاب کے ان لاکھوں بچوں کا basically مسئلہ ہے کہ جو لائق ترین ہیں، جو کہ aspire کرتے ہیں، جو میڈیکل کالجز اور انجینئرنگ یونیورسٹیز میں آنے کے لئے کوشش کرتے ہیں اور جس طریقے سے ان کا استحصال ان اکیڈیمیز کے ہاتھوں ہو رہا تھا اس کے لئے کمیٹی نے ایک balanced view لیا اور یہ ایک متفقہ فیصلہ تھا۔

جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس ایوان کا متفقہ فیصلہ تھا تو ہم نے قواعد کے عین مطابق ایک interim report پیش کی، پھر پتا چلا کہ اس interim report میں شاید کوئی legal lacuna تھا جو کہ میری دانست میں نہیں تھا، بہر حال پھر دوبارہ وہ کمیٹی بیٹھی اور انہوں نے متفقہ طور پر پھر ایک final report پیش کی اور یہ صرف ایوان کی recommendations ہیں کیونکہ obviously یہ فیڈرل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے تو ان recommendations کو بھی اتنی تاخیر کا شکار کرنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے، اس پورے ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبرز کی اس میں متفقہ ایک opinion ہے، یہ کمیٹی جب بنائی جاتی ہے تو اس کے پیچھے wisdom یہی ہوتا ہے کہ یہ ایوان کی نمائندگی کریں گے اور details میں deliberate کریں گے اور جمہوریت کا یہ اصول ہے کہ جو ایوان ہے basically it works in committees تو اگر کمیٹی کی رائے کو اس طرح پس پشت ڈال دیا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی روایت قائم نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! میں یہ درخواست کروں گا کہ اس کو فوری طور پر ایوان میں take up کیا جائے۔ ایوان میں ان ممبرز کے سامنے رکھا جائے اور ایوان کی جو متفقہ رائے ہو اسے حکومت پنجاب، وفاقی حکومت کے سامنے پیش کرے چونکہ اس میں PMDC اور پاکستان انجینئرنگ کونسل کے رولز حائل ہیں ورنہ ہم ان بچوں کے ساتھ ناانصافی کے مرتکب ہوں گے جن کے والدین پنجاب کے طول و عرض میں ان کے مستقبل کے لئے خواب دیکھتے ہیں۔ میری یہی گزارش تھی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ذرا ادھر کی بات تو سن لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بات بھی اسی موضوع پر ہے لہذا وہ بھی اسی کے ساتھ شامل ہو جائے گی۔ الحمد للہ! آپ نے جس طرح اس issue کو take up کیا یہ بہت ہی اچھا اقدام ہے۔ ہر جگہ پر آپ کا conduct discuss ہوا اور سٹینڈنگ کمیٹی کے مختلف sessions ہوئے اور میں انجینئر قمر الاسلام صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اسے بہت اچھے طریقے سے conduct کیا اور ہر ایک کو پورا موقع دیا۔ جو محروم رہنے والے دیہی ذہین بچے ہیں ان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، یہ خالی اکیڈمیز نہیں ہیں بلکہ UHS کے اہلکار بھی پوری طرح اس استحصال کے اندر شریک ہیں۔ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ میں نے یہ پرچہ پچیس لاکھ روپے میں خریدا چونکہ میں پرائیویٹ میڈیکل کالج کی زیادہ فیس نہیں بھر سکتا تھا پھر میں نے یہ پرچہ پچیس پچیس ہزار روپے میں آگے sale کر کے اپنے پیسے پورے کئے۔ کنٹرولر ڈاکٹر فاطمہ نے بھی اسے second کیا کہ ایک عرصے سے یہ پریکٹس چل رہی ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے اس معاملہ کو priority پر لیا اس بارے میں ہماری طرف سے ایک comprehensive سفارش جانی چاہئے اور سٹینڈنگ کمیٹی نے جو approve کیا ہوا ہے وہ من وعن منظور کر کے اس پر implement کروانے کے لئے جتنے بھی طریقہ ہائے کار ہو سکتے ہیں انہیں adopt کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: اب منسٹر صاحب کی بات سنیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ سارے ایوان کا concern تھا میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس رپورٹ کو اسمبلی میں کسی motion کے تحت لے آئیں اور پھر اس پر discuss کر کے اسے adopt کر لیتے ہیں اس کے بعد اسے گورنمنٹ کو بھیج دیا جائے گا چونکہ اس پر سب کا unanimous concern ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اسے کل لے آئیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جیسے سارے دوستوں نے بھی کہا اس پر پورے ایوان کا consensus ہے پھر اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے تھی۔ دو تین ماہ سے یہ رپورٹ بنی پڑی ہے

اور ہر گزرتے دن کے ساتھ والدین کے اندر بے چینی اور روز بروز اضطرابی کیفیت بڑھتی جارہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی اجلاس کے دوران آپ اسے کل یا پرسوں لے آئیں اور وہ رپورٹ ایوان کے اندر پیش ہو۔ اگر اس پر کسی نے debate کرنی ہے تو کرے ورنہ اسے adopt کیا جائے۔

جناب سپیکر: اسے کل ہی لے آئیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ٹھیک ہے اسے کل لے آئیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کوئی اور بات ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اور بات ہے۔ گزارش ہے کہ۔۔۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شاہ صاحب! پہلی بات ختم ہو لینے دیں میں نے جناب سپیکر سے گزارش کی ہے کہ اسے کل کے لئے رکھ لیں، اس کے بعد اسے adopt کر لیں گے اور رولز کے مطابق اسے فوری طور پر کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ اس اجلاس کے شروع ہی میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر بھی بڑی بحث ہوئی اور ہماری طرف سے بھی بار بار اس issue کو اٹھایا جارہا ہے کہ گنے کا مسئلہ ایوان کی خواہش کے مطابق حل نہیں ہو پا رہا۔ آپ نے دو تین بار حکم دیا کہ منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب آ کر ہمیں brief کریں بوجہ وہ pending ہوتا رہا۔ اس وقت بھی کسان کا بری طرح استحصال جاری ہے اور یہ خدشہ ہے کہ شوگر ملیں گنے کی کرشنگ پہلے بند کر دیں گی۔ میں گزارش کروں گا کہ ایوان شوگر ملوں کو کرشنگ کے لئے 15۔ اپریل تک پابند کرے اور اس بارے میں پوری طرح صحیح briefing دی جائے۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ جمعرات کو فوڈ منسٹر صاحب ایوان میں آئیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن و کلچر (محترمہ عظمٰی زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں کچھ گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن و کلچر (محترمہ عظمٰی زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں دوبارہ اس انٹری ٹیسٹ اور اس issue پر آنا چاہتی ہوں چونکہ میں ایوان میں وہ متاثرہ ماں ہوں جس کی بچی نے اس سال یہ سب face کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ فوری طور پر اس issue کو ایوان میں take up ہونا چاہئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ کمیٹی میں کیا ہوا اور وہاں سے کیا recommendations آئیں لیکن میں نے اسے personally observe کیا ہے اور میں اس تمام process سے خود گزری ہوں میری بچی نے وہ agony برداشت کی ہے اس لئے اسے کل لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: کل اسے take up کیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن و کلچر (محترمہ عظمٰی زاہد بخاری): جناب سپیکر! میری بڑی دردمندی کے ساتھ گزارش ہو گی کہ یہ سارے بچوں کا معاملہ ہے خدا کے واسطے اس پر سیاست نہ کریں اور وعدہ کریں کہ کل اس پر کورم پوائنٹ نہیں ہو گا ہم نے اس پر بات کرنی ہے اور پھر اس کا کوئی حل نکالنا ہے تاکہ اگلے بچوں کو تکلیف برداشت نہ کرنی پڑے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ I agree

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں اس میں ایک clarification کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسے motion کی صورت میں لانے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ کمیٹی کی رپورٹ موجود ہے اور وہ ایوان میں lay ہونی چاہئے اور انشاءاللہ ایوان اسے approve کرے گا۔

جناب سپیکر! میں دوسری clarification یہ کروں گا کہ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ ان بے قاعدگیوں کا تھا جو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کی طرف سے ہوئیں جن میں پیپر out ہونے کا

issue بھی تھا۔ ظاہر ہے اگر پیپر out ہو تو پیپر پھر بیچنے کا issue تھا یہ اس کا ایک component تھا اور اس کے بعد سسٹم close نہیں کئے جاتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے اسے take up کیا اور اس وقت کے ذمہ دار وائس چانسلر تھے He was sent behind the bars اگر کوئی کہے کہ اس کی انکوائری ہونی ہے تو وہ اپنی جگہ ہوتی رہے گی۔ اس کا اکیڈمک پہلو یہ ہے کہ اب بورڈز بوٹی مافیا سے پاک ہو چکے ہیں اور جو بچہ دو سال پڑھنے کے بعد دسویں کا امتحان دیتا ہے پھر دو سال مزید تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایف ایس سی کا امتحان دیتا ہے تو اس کے مقابلے میں اس ایک گھنٹے کے ٹیسٹ کی کیا weightage ہونی چاہئے یہ سوال ہے اور بدعنوانی والا معاملہ الگ چل رہا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جب آج یہ اجلاس adjourn ہو گا تو قمر الاسلام راجہ، خلیل طاہر سندھو اور میاں محمد اسلم اقبال مجھے چیمبر میں ملیں گے چونکہ ہم بیٹھ کر اس مسئلے کو اچھے طریقے سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ صبح کے وقت ٹیلیویژنز پر جو Morning Shows پیش کئے جاتے ہیں ذرا ان پر نظر ثانی کی جائے کہ ہم اپنی قوم کو کس طرف لے کر جا رہے ہیں اور ہم اپنی بچیوں کو کیا سبق دے رہے ہیں۔ آپ سے التجا ہے کہ اس پر تھوڑی سی نظر ثانی ہونی چاہئے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ Morning Shows ختم کریں لیکن اس کا جو رنگ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ یہ لکھ کر لائیں اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! میرا ایک اور پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:کام نہیں کرنے دینا صرف پوائنٹ آف آرڈر ہی چلنے ہیں۔یہ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔جی محترمہ!

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں نے صرف قرارداد پر ہی بات کرنی ہے جس طرح میری بہن نے کہاMorning Showsکے حوالے سے میری بھی ایک قرارداد جمع ہوئی ہوئی ہے لیکن اس پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا۔میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ قرارداد lucky drawکے ذریعے ہوتی ہے لیکن ایوان کے بعض ممبران پر توluckاتنی مہربان ہے کہ ہر مرتبہ ہی ان کیluckکام کر جاتی ہے۔بعض ممبران اتنے اہمissuesایوان میں جمع کرواتے ہیں لیکن ان کیluckکے ساتھ بنتی نہیں ہے ۔

جناب سپیکر: جی،جناب رمضان صدیق بھٹی،ڈاکٹر مراد راس کی تحریک التوائے کار نمبر1197/17کا جواب دیں۔ڈاکٹر مراد راس صاحب کدھر ہیں؟

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

معزز ممبران: ٹائم دیکھیں پورے12بج چکے ہیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: معزز ممبران!تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہے اور پارلیمانی سیکرٹری تحریک کا جواب دے رہے ہیں ان کو جواب دینے دیں۔اس کے بعد سردار صاحب کو ٹائم دیتے ہیں۔

نیلا گنبد لاہور کے دونوں اطراف سڑک پر غیر قانونی پارکنگ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر!نیلا گنبد پارکنگ سٹینڈ منظور شدہ ہے۔یہاں پر جدید پارکنگ کو اپنانے اور عوام کو سہولیات مہیا کرنے کے لئے میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور نے میٹر پارکنگ سسٹم بنایا ہوا ہے۔اس سسٹم کے تحت نیلا گنبد پارکنگ سٹینڈ کو چلایا جا رہا ہے۔اس سسٹم کے نفاذ کے تحت گاڑیوں کو کم از کم وقت پارکنگ ایریا

لائن میں کھڑا کیا جاتا ہے اور ٹریفک کے مسائل کو کنٹرول کیا جاتا ہے تاکہ ٹریفک کی روانی میں کوئی خلل نہ پڑے۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، بابر مارکیٹ کے اطراف میں اور کچھ دوسرے ایسے corners ہیں کہ جہاں پر ٹریفک پولیس کی طرف سے پارکنگ منع کی گئی ہے تو وہاں پر ہم پارکنگ نہیں کرواتے۔ تمام پارکنگ سٹینڈز لاہور پارکنگ کمپنی کے زیر سایہ چل رہے ہیں۔ جہاں تک پارکس کا تعلق ہے تو وہاں پر پی ایچ اے پارکنگ سسٹم کے مطابق پارکنگ کروائی جاتی ہے کیونکہ پی ایچ اے کا اپنا پارکنگ سسٹم اور parking areas ہیں۔

جناب سپیکر! نیلا گنبد کے درمیان گرین بیلٹ اور پارک بنا ہوا ہے۔ وہاں پر فوارے لگے ہوئے ہیں اور وہ بالکل چالو حالت میں ہیں۔ ان دنوں وہ فوارے بند ہیں کیونکہ آج کل ڈینگی مچھر کی افزائش کا موسم ہے۔ اس پارک کے پودوں اور پھولوں کو پی ایچ اے maintain کر رہا ہے۔ وہاں پر سائیکل یا موٹر سائیکل کو مرمت کرنے کے لئے تھوڑی بہت عارضی encroachment ہوتی ہے کیونکہ وہ سائیکلوں کی ایک بڑی مارکیٹ ہے۔ کارپوریشن اس encroachment کو ہٹا دیتی ہے۔ وہاں پر گندگی کے ڈھیر ہیں اور نہ ہی پارک خراب ہے البتہ فوارے ڈینگی مچھر کی افزائش کے موسم کی وجہ سے بند ہیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جناب رمیش سنگھ اروڑا! آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے؟

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! ہم 22۔مارچ 2018 کو World Water Day منائیں گے لیکن بدقسمتی سے اگر آپ دریائے راوی کے old bridge کے نیچے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس پُل کے دونوں طرف قبضہ مافیا نے دریا کے اندر قبضہ کیا ہوا ہے اور وہاں پر بھینسوں کا باڑہ بنا ہوا ہے۔ وہاں پر انسانوں اور جانوروں کا فُضلہ direct پانی کے اندر جا رہا ہے۔ ہم 22۔مارچ کو World Water Day منانے جا رہے ہیں۔ لاہور کارپوریشن کا عملہ اس قبضہ مافیا کے سامنے بالکل بے بس نظر آ رہا

ہے۔قبضہ مافیا اب دریائے راوی کے اندر تک پہنچ چکا ہے اور اسی طرح اس دریا کے اندر لاہور کا سارا waste بھی جارہا ہے۔

جناب سپیکر!میری آپ سے گزارش ہے کہ اس پر فوری طور پر action لیا جائے اور اس قبضہ مافیا سے دریا کو نجات دلائی جائے۔وہاں پر قبضہ مافیا نے دریا کے اندر بھینسوں کا پورا باڑا بنایا ہوا ہے۔یہ بھینسوں کا باڑا کس کی اجازت سے بنا ہوا ہے اور اس کو کون allow کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جناب رمیش سنگھ اروڑا!یہ جگہ کسی کی ملکیت ہو گی کیونکہ ایسے کوئی قبضہ نہیں کر سکتا۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر!دریا کے اندر کس کی ملکیت ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جب کوئی زمین دریا کے اندر آجاتی ہے تو پھر بھی ملکیت اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر!میں چاہوں گا کہ آپ اس بارے میں ایک کمیٹی constitute کر دیں جو وہاں پر جا کر جائزہ لے۔

جناب سپیکر: اروڑا صاحب!آپ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں تشریف لائیں اور میں آپ کو بتاؤں گا کہ جو زمین دریا کے اندر آجاتی ہے اس کی ملکیت اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ابھی آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 67/18ڈاکٹر محمد افضل اور ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔جی،ڈاکٹر صاحب!

جنوبی پنجاب کے تمام اضلاع کے دارالامانوں میں خواتین غیر محفوظ ہونے کا انکشاف

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" کی اشاعت مورخہ 25۔جنوری 2018 کی خبر کے مطابق ملتان سمیت جنوبی پنجاب کے تمام اضلاع کے دارالامانوں میں بھی خواتین غیر محفوظ ہیں۔یہاں بھی انہیں پناہ نہیں مل رہی۔آئے روز خواتین کے اغواء، فرار اور harassment کے واقعات رپورٹ ہو رہے ہیں۔اس کے باوجود حکام خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ذرائع کے مطابق ملتان، مظفر گڑھ، خانیوال، راجن پور، ڈیرہ غازی

خان، رحیم یار خان، وہاڑی، بھکر، لیہ، لودھراں، بہاولنگر، بہاولپور، جھنگ، میانوالی اور دیگر اضلاع میں معاشرے اور اپنوں کے ہاتھوں ستائی خواتین کو تحفظ دینے کے لئے قائم دارالامان مسائل کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ مرد سٹاف کی جانب سے خواتین کو ذہنی جسمانی اور جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے۔ رقم لے کر زبردستی اور غیر قانونی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی عام ہے۔ متعدد دارالامانوں میں آئے روز خواتین کے اغواء کے واقعات بھی رپورٹ ہوتے ہیں جنہیں اکثر فرار قرار دیتے ہوئے کاغذات کا پیٹ بھرنے کے لئے انکوائریاں کرائی جاتی ہیں اور بعد ازاں فائلیں بند کر دی جاتی ہیں۔ شہریوں نے حکومت پنجاب سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کو جواب کے لئے next week تک pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر اعلیٰ ہاؤس کے باہر نابینا افراد پر پولیس کا تشدد

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں Human Rights کے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی موجودگی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں کل کے ایک واقعے کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ کل وزیر اعلیٰ ہاؤس کے باہر نابینا افراد پر پنجاب پولیس نے بے پناہ تشدد کیا، ان کو ٹُھڈے مارے گئے اور انہیں زخمی کیا گیا ہے۔ میری Human Rights کے منسٹر سے درخواست ہے کہ وہ اس پر کوئی action لیں۔ وہ ہماری community کا ایک محروم طبقہ ہے۔ ان کی بات کو غور سے سُننے کی بجائے کل ان پر ظلم وستم ڈھایا گیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر نوشین حامد نے جو بات point out کی ہے اس بارے میں انکوائری under process ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بصارت سے

محروم نہ کرے۔ ہمارے ان نابینا بھائیوں کو کچھ بصیرت سے محروم لوگ کھانا پہنچاتے اور اُکساتے ہیں کہ آپ اس طرح سے احتجاج کریں۔ ہماری حکومت نے ان نابینا افراد کے لئے پہلے ہی ملازمتوں میں تین فیصد کوٹا مخصوص کیا ہوا ہے۔ اب بھی ہم ان کے جائز مطالبات کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ جہاں تک کل کے واقعے کا تعلق ہے تو میں نے personally ساری چیزوں کو observe کیا ہے اور جو بھی ذمہ دار ہو گا قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پچھلے دو سال سے یہ تماشا لگا ہوا ہے۔ کوئی شوق سے یہاں آ کر احتجاج نہیں کرتا اور یہ بے چارے نابینا لوگ بھی مجبور ہو کر احتجاج کرتے ہیں۔ یہ سخت سردی میں بھی احتجاج کرتے رہے ہیں اور انہیں کھانے پینے اور رفع حاجت کے لئے بھی بہت سے مسائل کا سامنا رہا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر انسانی حقوق نے یہ کہہ دیا ہے کہ ان کے جائز مطالبات پورے کر دیئے جائیں گے، ہم ان سے رابطے میں ہیں اور کل کے واقعے کی inquiry بھی کر رہے ہیں۔ بھئی! پچھلے دو سال سے یہی تماشا لگا ہوا ہے۔ آپ نے ان کے ساتھ وعدہ کیا اور پھر announce کیا کہ ان کے مطالبات ہم نے مان لئے ہیں۔ ان کے مطالبات کیا ہیں؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ سرکاری ملازمتوں میں disabled کا جو کوٹا ہے وہ ہمیں دے دیں۔

جناب سپیکر! بدقسمتی سے تمام تر یقین دہانیوں کے باوجود آج تک اس وعدہ پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ اگر حکومت اپنے کئے گئے ان وعدوں پر بھی عمل نہیں کرتی تو پھر ان بے چاروں کے پاس احتجاج کے علاوہ اور کیا طریق کار رہ جاتا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ وزیر انسانی حقوق Blind Association کے صدر اور سیکرٹری کو اپنے پاس بُلوا لیں اور وہ ان کو دکھائیں گے کہ حکومت کے نمائندوں نے ان کے ساتھ کون کون سے وعدے کئے تھے لیکن ان میں سے کسی ایک وعدہ پر بھی عملدرآمد نہیں ہوا۔ کاش! حکومت انہیں ملازمتوں میں تین فیصد کوٹا کے حساب سے نوکریاں مہیا کر دے اور ان کے جائز مطالبات کو عملی طور پر مان لے۔ یہ نہ ہو کہ چار یا چھ مہینے کے بعد وہ بے چارے تنگ آ کر دوبارہ اکٹھے ہو کر احتجاج کرنے

کے لئے آجائیں۔ کبھی وہ اسمبلی کے دروازے کے آگے احتجاج کرتے ہیں، کبھی میٹرو بند کرتے ہیں اور کبھی کسی اور جگہ پر جا کر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! حکومت گڈ گورننس کی بات کرتی ہے۔ کیا یہ گڈ گورننس ہے کہ آپ نابینا افراد کو چکر پہ چکر دیتے جا رہے ہیں؟ آپ seriously ان کو on board لیں اور ان کے ساتھ آپ نے جو وعدے کئے تھے ان کو پورا کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں قابل احترام میاں محمود الرشید سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی نوکریوں کے اخبارات میں اشتہارات آتے ہیں اُن میں معذور افراد کو 3 فیصد کوٹا دیا جا رہا ہے اور اگر میاں محمود الرشید چاہیں تو جن معذور افراد کو 3 فیصد کوٹا کے حساب سے ملازمتیں ملی ہیں جیسا کہ ایک معذور شخص کو پنجاب یونیورسٹی میں لیکچرار کی ملازمت ملی ہے اسی طرح کالجز میں بھی معذور افراد کو ملازمتیں دی گئی ہیں میں وہ تفصیل اس ایوان میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر! جس طرح میاں محمود الرشید اُن کے صدر کی بات کر رہے تھے اصل میں اُن کے 8/9 صدر ہیں کیونکہ اُن کے اندر بھی بڑی grouping ہے لیکن میاں محمود الرشید نے جو بات point out کی ہے اس حوالے سے عرض ہے کہ ایک تو معذور کوٹے پر من و عن عمل ہو رہا ہے اور میں اس معزز ایوان میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کہیں پر کوئی کمی و کوتاہی ہو گی اُس کو بھی لازماً دُور کیا جائے گا کیونکہ ہم اُن کے درد کو سمجھتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر موصوف نے نوکریوں کا ذکر کر دیا ہے تو بات یہ ہے کہ اخبار میں ایک اشتہار آتا ہے اور میں یہاں پر WASA کی مثال دیتا ہوں کہ انہوں نے مختلف جگہ پر 400 لوگوں کو ٹیوب ویل آپریٹر بھرتی کرنا ہے وہاں پر جا کر ہزاروں لوگ apply کرتے ہیں چار مہینے گزرنے کے بعد اخبارات میں دوبارہ وہی اشتہار آ جاتا ہے تو انہوں نے پہلے جو process کیا تھا وہ لوگ کہاں جائیں گے؟ تماشا یہ ہو رہا ہے کہ آئندہ عام انتخابات سے پہلے انہوں نے تمام محکموں کے اندر کوٹا مقرر کر دیا ہے کہ درجہ چہارم کی ملازمتیں حکومتی ایم پی ایز اور ایم این ایز کو دینی ہیں۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے ایم ایس، سروسز ہسپتال نے شکایت کی تھی تو انہوں نے اُن کے خلاف انٹی کرپشن میں مقدمہ دائر کیا ابھی وہ معاملہ یہاں سپیشل کمیٹی میں چل رہا ہے اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کا ڈپٹی سیکرٹری سپیشل کمیٹی کی میٹنگ میں 3 دفعہ بلانے کے باوجود بھی نہیں آیا۔

جناب سپیکر! یہ میرٹ کی بات کرتے ہیں، یہ گڈ گورننس کی بات کرتے ہیں لیکن انہوں نے مختلف محکموں کے اندر ہزاروں ملازمتوں پر banلگایا ہوا تھا تو اب اگر ban liftہوا ہے اخبار میں ایک اشتہار آتا ہے وہاں پر سارا processمکمل ہو جاتا ہے اُس کے بعد وزیر اعلیٰ ہاؤس سے ایک لسٹ آجاتی ہے کہ آپ ان لوگوں کو appointment letterدے دیں۔ پہلے بھی یہی ظلم ہوا تھا آج پھر وہی ظلم ہونے جارہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ ملازمتیں میرٹ پر دے دیں آدھی ملازمتیں خود رکھ لیں اور آدھی ملازمتیں تو عوام الناس تک پہنچنے دیں تاکہ کسی غریب کا بچہ بھی میرٹ پر گورنمنٹ نوکری حاصل کر سکے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں میاں محمود الرشید سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اشتہار میں اقلیتی کوٹے کا ذکر نہیں تھا جس کو میں نے point outکیا تھا جس پر وہ اشتہار دوبارہ چھپا تھا یہ بات اس حد تک درست ہے لیکن کسی ایم پی اے یا کسی منسٹر کو درجہ چہارم کی کوئی ایک ملازمت بھی نہیں ملی اور میاں محمود الرشید نے جتنے بھی allegationsلگائے ہیں یہ unfound and concoctedہیں۔ نا صرف معذور افراد بلکہ خواتین کے لئے 15 فیصد کوٹا مخصوص کیا گیا ہے اور یہ دیکھیں کہ مرکز میں اقلیتی کوٹا 5 فیصد ہے تو تمام صوبوں میں بھی اقلیتی کوٹا 5 فیصد ہونا چاہئے۔ صوبہ پنجاب میں اقلیتوں کے 5 ہزار 187 بچے ہیں جن میں 79 سب انسپکٹر ہیں جن میں ہندو بھی ہیں، سکھ بھی ہیں اور کرسچیئن بھی ہیں اگر میاں محمود الرشید چاہیں تو میں ان کی لسٹ بھی اس معزز ایوان میں پیش کر دیتا ہوں جبکہ خیبر پختونخوا میں یہی کوٹا 3 فیصد ہے اور میں نے اپنی بہن محترمہ شُنیلا رُوت سے بھی بہت دفعہ گزارش کی ہے کہ خیبر پختونخوا میں بھی اقلیتی کوٹا 5 فیصد ہونا چاہئے۔ میاں محمود الرشید نے جو بات کی ہے اس حوالے سے گزارش ہے کہ پہلے سکیل سے لے کر چوتھے سکیل تک

باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دیئے جاتے ہیں اور کسی ایم پی اے یا کسی منسٹر کو کوئی ایک نوکری بھی نہیں دی گئی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جتنی نوکریاں ہوتی ہیں اُتنے لوگوں کو ہی بھرتی کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ کسی ایم پی اے کو کوئی نوکری نہیں دی گئی اور رانا محمد ارشد صاحب نیچے منہ کر کے ہنس رہے تھے وزیر موصوف انجیل پر ہاتھ رکھ کر کہہ دیں کہ کسی ایم پی اے کو کوئی نوکری نہیں دی گئی۔ وزیر صاحب on the Floor of the House غلط بات کر رہے ہیں کیونکہ پچھلے 5 سال سے عام آدمی کو کوئی نوکری نہیں ملی اور یہ آپس میں نوکریوں کی بندر بانٹ کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! مجھے میاں محمود الرشید سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ ایسی بات کرتے کیونکہ بات سچی ہو یا جھوٹی ہو، کسی بھی صورت میں اور کسی کے کہنے پر بھی ہم انجیل پر ہاتھ نہیں رکھتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ! تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ لبنیٰ فیصل!

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! میں توجہ دلانا چاہوں گی کہ کافی دنوں سے الیکٹرانک میڈیا میں یہ خبر گردش کر رہی ہے کہ انہوں نے عدت پوری ہونے سے پہلے ہی شادی کر لی ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا بات کر رہی ہیں؟ .No, no. Not at all

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار اور پاکستان تحریک انصاف کی معزز خواتین ممبران
کی طرف سے کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے خلاف نعرے بازی)

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں
(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز! آپ ایسی بات نہ کریں۔جی، اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔مورخہ 27۔فروری 2018 کے ایجنڈے سے قراردادیں زیر التواء رکھی گئی تھیں۔پہلی زیر التواء قرارداد محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔وہ اسے پیش کریں۔

پانی کے بحران کے حل کے لئے بڑے سٹوریج قائم کرنے کا مطالبہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی کے بحران کو حل کرنے کے لئے فی الفور بڑے سٹوریج قائم کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی کے بحران کو حل کرنے کے لئے فی الفور بڑے سٹوریج قائم کئے جائیں۔"

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ میں محترمہ حنا پرویز بٹ سے کہتا ہوں کہ اس قرارداد کو amend کر لیں کیونکہ اس قرارداد نے وفاقی حکومت کو جانا ہے تو اس کے ذریعے ہم demand واپڈا کو بھیج دیں گے لہٰذا اس قرارداد کو feasibility کے مطابق amend کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! جس طرح وزیر صاحب کہہ رہے ہیں آپ اس قرارداد میں ترمیم کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں تھوڑے سے points highlight کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس قرارداد کو ترمیم کے ساتھ پاس کر دیا جائے؟

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی کے بحران کو حل کرنے کے لئے فی الفور بڑے سٹوریج قائم کئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اگلی قرارداد محترمہ فاطمہ فریحہ کی ہے۔ اس قرارداد کو محترمہ حنا پرویز بٹ پیش کریں گی۔ جی، محترمہ حنا پرویز بٹ!

ایمرجنسی سروس میں خواتین ریسکیو اہلکاروں کی تعداد میں اضافے کا مطالبہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب ایمرجنسی سروس میں خواتین ریسکیو اہلکاروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب ایمرجنسی سروس میں خواتین ریسکیو اہلکاروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔"

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قرارداد محترمہ حنا پرویز بٹ کی نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ میری گزارش ہو گی کہ خواتین کے 15 فیصد کوٹا پر سختی سے عمل کروایا جا رہا ہے جس کے باعث بہت ساری خواتین پنجاب ایمرجنسی سروس میں بھرتی ہو چکی ہیں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ We should have at least 33 percent quota کیونکہ ہم خواتین 50 فیصد ہیں تو at least 33 percent quota ہونا چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگر یہ کر دیا گیا تو پھر open merit والے کدھر جائیں گے؟

جناب سپیکر: Not pressed, Dispose of: تیسری قرار داد ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔جی، ڈاکٹر صاحب!

قائد اعظم میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، فاطمہ جناح میڈیکل کالج، نشتر میڈیکل کالج، راولپنڈی میڈیکل کالج، فیصل آباد میڈیکل کالج کی طرح قائد اعظم میڈیکل کالج کو بھی میڈیکل یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، فاطمہ جناح میڈیکل کالج، نشتر میڈیکل کالج، راولپنڈی میڈیکل کالج، فیصل آباد میڈیکل کالج کی طرح قائد اعظم میڈیکل کالج کو بھی میڈیکل یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔"

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کی قرارداد بہت اچھی ہے لیکن اس کا جو قانونی ضابطہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کو سب سے پہلے معزز اسمبلی سے پاس کروانا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بعد PMDC سے بھی رجسٹرڈ کروانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں نے ڈاکٹر صاحب کو پہلے بھی یقین دلایا ہے کہ ہمارے جو نامکمل منصوبے ہیں ان پر کام کیا جا رہا ہے لیکن قائد اعظم میڈیکل کالج کو بھی ہم فوری طور اسمبلی سے پاس کروا کر مناسب وقت پر یونیورسٹی کا definitely درجہ دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ یہ قرارداد منظور ہونے دیں۔ اس کے بعد جس طرح منسٹر صاحب نے فرمایا ہے بتدریج اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ ڈاکٹر صاحب سر دست اس کو withdraw کر لیں میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ اس کو موزوں وقت پر کر دیں گے۔ ہم اس قرارداد کے مخالف نہیں ہیں لیکن قانون کے مطابق اس کا اسمبلی سے پاس ہونا ضروری ہے پھر PMDC کے ساتھ رجسٹرڈ ہونا بھی ضروری ہے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے میری گزارش ہو گی کہ ہم procedure adopt کر لیں گے۔ ڈاکٹر صاحب اس قرارداد کو فی الوقت withdraw کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ سارا process adopt ہوئے بغیر صرف قرارداد پر یونیورسٹی نہیں بنتی۔ یہ process تو adopt ہونا ہی ہے۔ میری استدعا ہے کہ یہ قرارداد پاس ہو جانے دیں باقی process آپ adopt کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ اس قرارداد کو pending کر لیں۔ ہم اس حوالے سے متعلقہ محکمہ سے جواب لے لیتے ہیں اور اس کے مطابق بعد میں ڈاکٹر صاحب سے بات ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو pending کرانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یہ بے زرر سی قرارداد ہے۔ یہ اس کو منظور کر لیں جو بھی process ہے اس کے بعد کریں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ایوان کی تقسیم ہو گی یہ اچھا نہیں لگے گا۔ یہ قرارداد pending کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ pending ہو جائے گی تو پھر بعد میں یہ نہیں آئے گی۔ اس طرح مشکل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کیوں نہیں آئے گی۔ آپ کی یہ قرارداد دوبارہ آئے گی۔ اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔ چوتھی قرارداد محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کی ہے۔ محترمہ! اپنی قرارداد پڑھیں۔

ایل ڈی اے کی ڈکلیئرڈ کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایل ڈی اے کی طرف سے ڈکلیئرڈ کی گئی کچی آبادیوں کے رہائشیوں کو فوری مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایل ڈی اے کی طرف سے ڈکلیئرڈ کی گئی کچی آبادیوں کے رہائشیوں کو فوری مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔"

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری معزز ممبر سے گزارش ہو گی کہ اگر یہ اس قرارداد کو تھوڑا سا amend کر لیں کہ "پالیسی کے مطابق" کے الفاظ شامل کر لیں تو ہمیں کوئی objection نہیں ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک ہے یہ amend کر کے اس کو کر دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، اس کو amend کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی ترمیم دیں۔ ان کی ترمیم لے لیں اور اس کے مطابق کر دیا جائے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! پالیسی کے تحت کے الفاظ کے ساتھ قرارداد منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایل ڈی اے کی طرف سے ڈکلیئرڈ کی گئی کچی آبادیوں کے رہائشیوں کو فوری مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے سے متعلق قرارداد جمع کرائی ہوئی ہے۔ آپ نے اس دن فرمایا تھا کہ اس قرارداد کو ہم ایک دو دن بعد لے لیں گے۔ آج Private Members Day ہے اس قرارداد کو take up کر لیں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ یہ ہر آدمی کا مسئلہ ہے۔ یہ غریب مزدور اور کسان کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ vote out ہو گئی تھی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں ہوئی تھی۔ ہم نے احتجاج کر کے walk out کیا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ اسے کل لے لیں گے۔ اس کے بعد آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ Private Members Day پر لیں گے۔ یہ بڑی اہمیت کی قرارداد ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں۔ آپ نے کورم کی نشاندہی کی تھی۔ آپ نے walk out نہیں کیا تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ مجھے ایک منٹ دے دیں۔ میں نے اس دن بھی گزارش کی تھی کہ یہ مفاد عامہ کے مسائل ہیں۔ ہم ان کو اسمبلی میں اٹھانے کے لئے آتے ہیں۔ پچھلے ایک سال کے دوران یہاں پٹرول کی قیمت میں 32 روپے فی لٹر اضافہ ہوا ہے۔ آپ تصور کریں کہ کہاں 60 روپے فی لٹر تھا اب 90 روپے فی لٹر پر چلا گیا ہے۔ اسی طرح ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس اضافہ سے براہ راست عام آدمی شدید مشکلات کا شکار ہے۔ میری اس قرارداد کے پاس ہونے سے شاید حکومت کے کان پر جوں تک نہ رینگے لیکن ہمارے جذبات اور احساسات تو عام آدمی تک جائیں گے کہ ہم ان کی مشکلات کی بات کرتے ہیں۔ اس سے حکومت کو بھی شاید احساس ہو جائے اور وہ بار بار پٹرول بم گرانے کے بجائے کوئی اور طریقہ سوچ لے۔ ان کے جو بڑے بڑے assets ہیں اور لوگوں نے کرپشن کے جو پیسے اکٹھے کئے ہوئے ہیں وہاں سے برآمد کر لیں لیکن لوگوں کی جیبوں پر ڈاکا نہ ڈالیں۔ میری یہ قرارداد انتہائی valid ہے۔ آپ مجھے اس قرارداد کو out of turn لینے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے اور آپ کی اس اسمبلی نے قاعدے اور قوانین بنائے ہیں۔ ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے میں دونوں اطراف سے گزارش کروں گا۔

میاں صاحب! آپ نے یکم مارچ کو نوٹس دیا تھا۔ یہ نوٹس دو ہفتہ کے لئے ہوتا ہے۔ جس دن 14 دن ہو جائیں گے اس دن اس قرارداد کو take up کر لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ نے NAB کے خلاف آدھے گھنٹے میں قرارداد پاس کرائی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! Rules suspend ہوئے تھے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کیا عوام کے لئے Rules suspend نہیں ہو سکتے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں صاحب! Rules suspend کئے جا سکتے ہیں۔ آپ Rules کی معطلی کی تحریک لے کر آئیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ یہ اچھا طریقہ نہیں ہے۔ آپ ایسے نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

کورم کی نشاندہی

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے اجلاس کی کارروائی بروز بدھ صبح 10:00 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔